بچوں کی کہانیاں

از

عبدالواحد صاحب سندھی

مکتبہ جامعہ

بار سوم ۲۰۰۰ دہلی۔ نئی دہلی، لکھنؤ، بمبئی ۳ قیمت ۵ ر

Ram Babu Saksena Collection.

٨٩١.٤٣٩٣٧
ع١١٣ و
(اب س ک م)

١٩٤٥ء

دیال پریس - دھلی

M.A.LIBRARY, A.M.U.

U32996

... Collection.
۳۲۹۹۶
AZAD LIBRARY ALIGARH
۱۹۲
... 1968
CHECKED-2002

چڑیا طوطے اور کوّے

کی کہانی

ایک ندّی تھی۔ اُس کے ایک کنارے
جنگل تھا۔ اس کے بیچوں بیچ ایک پیپل تھا۔ یہ
پیپل بہت پُرانا تھا۔ اُس کی ایک ٹہنی پر چڑیا کا
گھونسلا تھا۔ دُوسری کا طوطے کا، اور تیسری کوّے کا۔

چڑیا بڑی خوب صورت تھی۔ اُس کے پر چمکیلے تھے اُس کی ٹانگیں پتلی پتلی سی تھیں۔ اس کی آنکھیں ننھی منّی سی تھیں۔ اُس کی آواز بڑی پیاری تھی وہ اکثر چوں چوں کرتی رہتی تھی۔ تھی بڑی بھولی بھالی۔ اس جنگل کی ساری چڑیاں اُسے اپنی رانی مانتی تھیں۔

طوطا ہرا تھا اس کے پر ہرے ہرے تھے اس کی ٹانگیں مضبوط تھیں۔ اُس کی چونچ آگے کو مڑی ہوئی تھی جو آواز سنتا اس کی نقل کرتا صبح اور شام ہر دم ٹیں ٹیں کرتا رہتا۔ وہ بڑا پیارا تھا اس جنگل کے سارے طوطوں کا راجا تھا۔ کوّا کالا

کلوٹا تھا اس کے پر کالے چمکیلے تھے اس
کی چونچ نکیلی تھی۔ اس کے پاؤں میلے میلے سے
تھے وہ پُھدک کر چلتا تھا۔ اس کی آواز بھی کچھ
اچھّی نہ تھی۔ یہ ہمیشہ کائیں کائیں کرتا رہتا۔ تم جانو
تھا بڑا سیانا۔ اس جنگل کے سارے کوّے اسے اپنا
سردار کہتے تھے۔

اس ندّی کے دوسرے کنارے ایک باغ
تھا۔ وہ ہرا بھرا تھا۔ اس میں ایک طرف آم کے
پیڑ تھے۔ دوسری طرف امرود کے تیسری طرف

انار کے چوتھی طرف نیبو اور سنترہ کے۔ اس باغ میں ایک کنارے ناشپاتی کے درخت تھے اور دوسرے کنارے بیری کے۔

اس باغ کا مالی سُست تھا۔ اس باغ میں پرندے آتے۔ مزے سے پھل کھاتے اور اپنے بچوں کے لئے بھی لے جاتے۔ چڑیا طوطا اور کوا بھی اس باغ میں آتے وہ بھی جی بھر کے مزے سے پھل کھاتے اور اپنے گھروں کو چلے جاتے۔

برسات کے دن تھے۔ آم کے درخت

آموں سے لدے ہوئے تھے ایک دن چڑیا
بولی "میاں طوطے چلو باغ چلیں"۔ طوطے نے
جواب دیا "اچھا رانی جی"۔ چڑیا نے کوّے سے
کہا "چلو آج باغ کی سیر کر آئیں"۔ کوا بولا "چلیے
میں تیار ہوں"۔ تینوں مل کر باغ کو چلے۔
چڑیا آگے آگے اڑ رہی تھی اور خوشی کے
مارے چوں چوں کرتی جا رہی تھی۔ طوطا اس کے
پیچھے پیچھے ٹیں ٹیں کرتا جاتا تھا اور سب سے پیچھے
کوا کائیں کائیں چلاتا جا رہا تھا۔ اڑتے اڑتے باغ

میں آموں کے درختوں پر آ بیٹھے۔

چڑیا نے ایک اچھا مُنّا سا آم لیا طوطے
نے ذرا بڑا سا آم لیا کوّے نے ایک بڑا سا
آم لیا۔ گھر لوٹے۔ شام ہو گئی۔ چڑیا بولی طوطے
طوطے تمھارا آم کیسا ہے طوطے نے آم کترا

اور بولا "رانی جی! میرا آم میٹھا ہے۔" چڑیا نے کوّے سے پوچھا "کوّے کوّے تمھارا آم کیسا ہے۔" کوّے نے چونچ سے آم چکھا اور منہ بنا کر کہا "رانی جی! میرا آم تو کھٹّا ہے۔" آخر میں چڑیا بولی "میرا آم بہت میٹھا ہے۔"

چڑیا نے ذرا سا آم کھایا۔ طوطے نے آدھا آم کُتر کر کھایا۔ کوّے نے اپنا سارا آم کھالیا۔ پھر چڑیا اور طوطے کے آم چٹ کر لئے۔ چڑیا اور طوطا مُسکرا کر بولے "میاں کوّے تو بڑے پیٹو ہیں۔"

اب سورج ڈوب گیا۔ چڑیا تھکی ہوئی تھی طوطا تھکا ہوا تھا۔ کوّے نے بہت سارے آم کھائے تھے اس سے بیٹھا نہ جاتا تھا۔ سب کے سب اپنے اپنے گھونسلے میں آرام کرنے گئے اور ہم اپنے ابّا کو رات یہ کہانی سُناتے سُناتے اپنے اُجلے بستر پر سو گئے۔
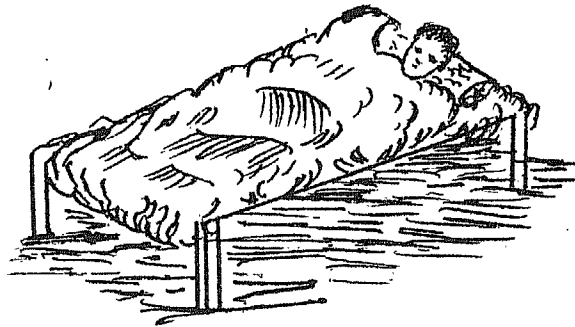
راج ہنس کی کہانی

راجہ کا ایک باغ تھا۔ اس کے بیچ میں
ایک تالاب تھا۔ وہ تالاب بڑا بھی تھا اور گہرا بھی
تھا۔ اُس کا پانی ایسا سفید تھا جیسا دودھ۔ اس
کے کنارے سبزہ تھا اور اُس سبزے میں رنگ
رنگ کے پھول تھے۔

راجہ اپنی رانی کے ساتھ ہر روز شام کو سیر
کرنے آتا۔ راجہ کو یہ باغ پسند تھا۔ رانی کو بھی یہ

ایک دِن رانی نے راجہ سے کہا "راجہ
جی! یہ باغ اچّھا ہے۔ یہ تالاب اچھا ہے کیا
ہی اچّھا ہو آپ ایک اچّھا ہنس اور ایک اچّھی ہنسنی
پالیں ہنس تالاب میں تیرے گا۔ اور ہنسنی بھی تالاب

میں تیرے گی۔" راجہ جی نے کہا "بہت اچھا ایسا ہی کریں گے۔" کچھ دِنوں کے بعد راجہ کو ایک بڑا ہنس مِلا ایک بڑی ہنسنی ملی۔ راجہ نے ان کو بڑے
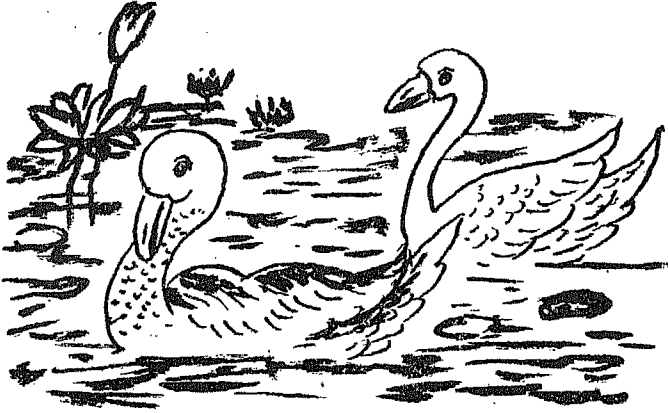
شوق سے پالا۔ ہنس بھی خوب صورت تھا۔ ہنسنی بھی خوب صورت تھی۔ اُن کے پر ایسے سفید تھے

جیسے برف۔ ان کی دیکھ بھال ایک لڑکا کرتا تھا۔
اُس لڑکے کا نام جگّو تھا جگّو بڑی ہوشیاری سے
اُن کی رکھوالی کرتا تھا۔

ایک دِن ہنسنی نے ایک بڑا گول گول سفید
انڈا دیا۔ وہ انڈا خوب صورت تھا۔ جگّو نے انڈا
راجہ کو دکھایا۔ رانی کو دکھایا۔ دونوں خوش ہوئے
راجہ نے جگّو کو انعام دیا جگّو بھی خوش ہوا۔

جگّو ایک ٹوکرا لایا۔ نرم نرم گھاس لایا۔ گھاس
کو ٹوکرے میں رکھا پھر ٹوکرے کو ایک کونے

میں حفاظت سے رکھا۔ ہنسی نے کُل سات بڑے بڑے انڈے دئے۔ جگو اُن کو ہوشیاری سے اُٹھاتا اور ٹوکرے میں رکھتا جاتا اُن کو سجا کر رکھتا۔ پہلا انڈا بیچ میں رکھا باقی چھ انڈے اُس کے چاروں طرف اس طرح رکھے جس طرح ننھے منے بچے گھیرے کا کھیل کھیلتے ہیں۔ ایک دِن ہنسی اپنے انڈے تلاش کرنے لگی۔ تلاش کرتے کرتے تھک گئی مگر اُسے نہ ملے وہ سارا دن اداس سی رہی ہنسی نے نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔ نہ انڈا ہی دیا۔

تالاب کے ایک کنارے رنجیدہ بیٹھ گئی اور ہنس
بھی رنجیدہ بیٹھ گیا۔ جگو سمجھ گیا وہ ہنسنی کو انڈوں
کے پاس لے گیا۔ ہنسنی اُن کو دیکھ کر خوش
ہوئی اور "ہنس ہنس" بولنے لگی۔

ہنسنی اُسی دِن سے انڈوں کو سینے لگی
ایک مہینے تک ان انڈوں کو سیتی رہی اور ہنس
ٹوکرے کے چاروں طرف پھرتا رہا۔ ایک دن جگو صُبح
سویرے اُٹھا۔ دیکھا کہ ننھے مُنّے ہنس ہنسنی کے پیچھے
پیچھے چل پھر رہے تھے۔ اب اس تالاب میں ہنسوں

۳۲۹۹۶

کا بڑا خاندان ہو گیا۔

راجہ جب باغ میں سیر کرنے آتا تو تالاب میں

بہت سے ہنس دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا اور جگنو کو

انعام دیتا۔ جب تک راجہ جیتا رہا۔ یہی ہوتا رہا

اس وقت بھی اگر تم اس تالاب کے کنارے جاؤ

دیکھو تو تم کو اس ہنس اور ہنسنی کے بیٹے اور بیٹیوں کے بچّے تیرتے ہوئے ملیں گے۔ اس تالاب پر ان کا راج ہے اور ان کا رکھوالی کرنے والا جگّو کا بیٹا بھگّو ہے۔

چڑیا اور طوطے میاں

ایک ننھی مُنّی چڑیا تھی۔ وہ ایک ہرے بھرے
باغ میں رہتی تھی۔ اس باغ میں ایک بڑی
کوٹھی تھی۔ اس کوٹھی کے بڑے کمرے میں
ایک بڑی میز تھی۔ اُس میز پر ایک آئینہ رکھا
تھا۔ یہ روز آئینے کے سامنے آکر بیٹھتی، اور
خوشی سے پُھد پُھد پُھدکا کرتی۔

ایک دِن اس کی نظر اچانک اس آئینے

پر جا پڑی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک چڑیا بیٹھی پھدک رہی ہے۔
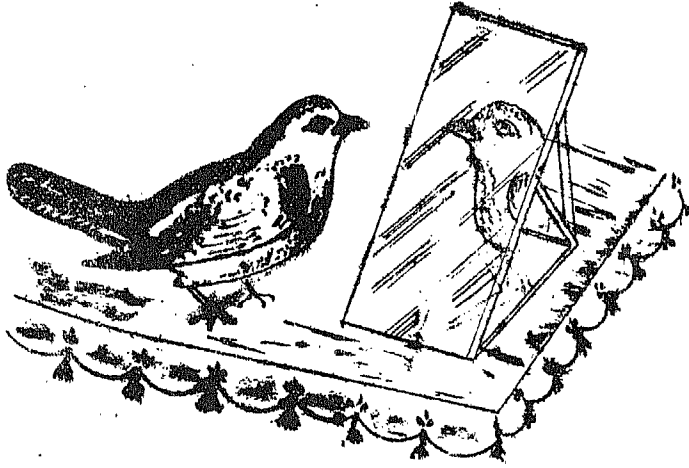
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہو بہو اس کی چھوٹی بہن ہے۔ مگر اس سے باتیں نہیں کرتی۔ چڑیا نے اس سے بہت باتیں کیں، مگر دوسری چڑیا کچھ نہ

بولی صرف اس کی چونچ اور پر ہلتے آواز نہ نکلتی
آخر میں چڑیا تھک گئی۔ وہ اُڑ کر ایک اونچے
پیڑ پر اُداس ہو کر جا بیٹھی۔

ایک ہرے ہرے پروں والا طوطا بھی
اسی پیڑ پر رہتا تھا۔ باغ کے سارے پرندے
اُس سے محبّت کرتے تھے۔ اصل بات یہ تھی
کہ طوطے میاں اس باغ کے سارے پرندوں
کی مدد کرتے تھے۔

طوطے نے چڑیا کو اُداس سا دیکھ کر

کہا۔ "بیٹی، کیوں، خیر تو ہے؟ آج اُداس
کیوں ہو؟"

چڑیا پھُدک کر بولی۔ "نانا جان! آج مجھے ایک
مُنّی سی چڑیا ملی تھی۔ میں نے اُس سے باتیں
کرنے کی کوشش کی مگر وہ ایک لفظ بھی نہ بولی۔
میں نے اُس سے کوئی تیکھی بات بھی تو نہیں کی
ہاں اُس سے دو چار میٹھے بول بولے تھے۔"

تم جانو مٹھو ہوتا بڑا سیانا ہے وہ ٹیں ٹیں
کرکے بولا۔ "بیٹی مجھے بتاؤ وہ جگہ کہاں ہے جہاں

وہ چڑیا تم سے ملی تھی؟" چڑیا آگے آگے، میاں مٹھو پیچھے پیچھے۔ دونوں اُڑ کر کوٹھی کے بڑے کمرے میں میز کے پاس پہنچے۔ چڑیا نے میاں مٹھو کو بتایا کہ وہ منّی چڑیا یہاں تھی۔

اب دونوں آئینے کے سامنے آگئے، پہلے طوطے نے دیکھا کہ ایک طوطا اُس کی شکل کا دکھائی دیا۔ پھر چڑیا کو اپنی جیسی منّی سی چڑیا دکھائی دی۔ اب میاں مٹھو نے اُسے اصلی بات سمجھائی کہ یہ آئینہ ہے اس میں لوگ اپنی شکل دیکھتے ہیں۔

آئینے کے سامنے جو چیز آئے گی وہ ہو بہو ایسی نظر آئے گی جیسی وہ ہو گی۔

اب اصل بات چڑیا کی سمجھ میں آ گئی۔ میاں مٹھو سے مسکرا کر بولی۔ "نانا جان اب میں سمجھ گئی یہ آئینہ ہے اور آئینے کے کام بھی سمجھ گئی۔ اچھا اب جاتی ہوں آداب!" یہ کہہ کر اڑی اور اپنے گھونسلے میں جا پہنچی اس دن سے چڑیا طوطے میاں کو اپنا اُستاد سمجھنے لگی۔ سمجھے بھی بھلا یہ کیوں؟ اس لئے کہ میاں مٹھو نے اسے آئینے کے کام بتائے۔

آصفہ کا طوطا

ہمارے پڑوس میں ایک لڑکی رہتی تھی۔ اس کا نام آصفہ تھا۔ آصفہ بڑی اچھی لڑکی تھی۔ اسے جانور پالنے کا شوق تھا۔ ایک دن طوطوں والا آیا۔ آصفہ نے ایک چھوٹا طوطا خریدا۔ وہ ابھی بچّہ تھا۔ تھا بڑا خوب صورت۔ اس کے ہرے ہرے پَر تھے۔ اس کی گردن پر لال لال دھاری تھی۔ اس کی چونچ بھی لال تھی۔ اس کے

پاؤں مضبوط تھے۔ پنجوں سے چیزیں پکڑتا اور
چونچ سے کُترتا۔ خراب زیادہ کرتا۔
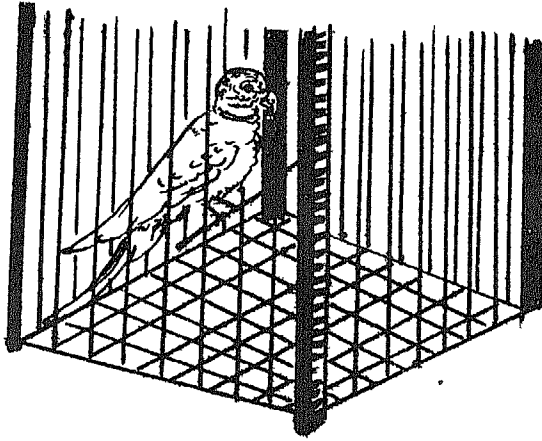
آصفہ نے اُس کے لئے پنجرا خریدا۔ اس میں
ایک صاف پیالی تھی۔ ایک چھوٹی تشتری
بھی۔ پیالی میں طوطے میاں پانی پیتے تشتری

ہیں روٹی کھاتے۔ پھل کھاتے۔ مٹھائی بھی کھاتے
ایک ننّھا سا جھولا بھی تھا۔ طوطے میاں اس پر
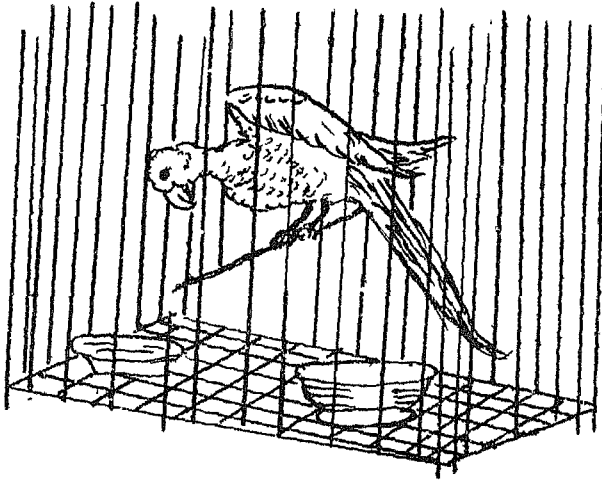
جھولتے اور ٹیں ٹیں کرتے جاتے۔

آصف نے سوچا۔ طوطے میاں کو پڑھائے
ایک دن اس کی بسم اللہ ہوئی سارے

محلے کے طوطوں کو پھل ملے۔ مٹھائی ملی۔ آصفہ نے اُسے پہلے "اللہ اللہ" سکھایا۔ پھر "بنی جی بنی جی" سکھایا۔ پھر سارے گھر والوں کے نام سکھائے۔

آصفہ کا طوطا روز صُبح سویرے اُٹھتا۔ سب کو پکار پکار کر جگاتا۔ جب بھوک لگتی تو زور سے چیختا "بی بی بھوک لگی ہے" جب آصفہ کا بھائی آصف مدرسے سے لوٹتا، تو خوش ہو کر چلاتا "بھائی جان آگئے۔ بھائی جان آگئے۔"

ایک دن طوطے میاں نے بہت ہوشیار
کا کام کیا۔ آصفہ کے پاس ایک چھوٹی سی سو
کی انگوٹھی تھی۔ وہ گم ہوگئی۔ سب نے گھ
میں تلاش کیا۔ مگر کہیں نہ ملی۔

تھوڑی دیر کے بعد نوکر نے میاں طوطے
کا پنجرا باہر باغ میں لٹکا دیا۔ اسی باغ میں ایک
مزدور کام کر رہا تھا۔ طوطے میاں کو جو شرارت
سوجھی، وہ چیخنے اور چلانے لگا "چور! آیا! چور
لوگ طوطے کی آواز سن کر باہر بھاگے۔ کیا دیکھ

ہیں میاں طوطے چلائے جا رہے ہیں اور مزدور

بھاگا جا رہا ہے۔

اب سب سمجھ گئے کہ آصف کی انگوٹھی مزدور

نے چرائی ہے۔ لوگوں نے اُسے پکڑ لیا۔ اس کی

جیب ٹٹولی تو انگوٹھی نکلی۔ پھر بتاؤ بھلا کیا ہوا ہوگا؟

اب سارے لوگ میاں طوطے کو پیار
کرتے اور اس کو اچھّی اچھّی چیزیں لاکر دیتے
اس نے اچھّی اچھّی باتیں سیکھ لی تھیں۔
بہت دنوں تک وہ آصفہ کے پاس رہا۔ پھر
اس نے اپنی چھوٹی بہن کو دے دیا۔ یہ میاں
مٹھو ابھی تک ہے۔

LYTTON LIBRARY
Date..........................
ALIGARH.
MUSLIM UNIVERSITY